

پینلز پارٹی کی چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کا قتل پاکستان کی وحدت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش

پاکستان پینلز پارٹی کی چیئر پرسن اور اس کی روح رواں محترمہ بے نظیر بھٹو کو ۲۷ دسمبر کی شام کو لیاقت باغ راولپنڈی کے ایک جلسہ عام کے اختتام کے بعد سڑک کے بچوں بچ اور درجنوں سیکورٹی اہل کاروں کی موجودگی میں بڑی بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اس افسوسناک حادثہ نے ملک کے گوشے گوشے میں غم و ماتم کی ایک سو گوار فضا قائم کر دی۔ بلاشبہ پاکستان پینلز پارٹی ملک کی ایک بڑی سیاسی جماعت ہے اور اس کی مرکزی لیڈر بے نظیر بھٹو ایک ذہین اور زیرک سیاستدان تھیں۔ انہوں نے عمر بھر پور جدوجہد میں گزاری۔ اور پینلز پارٹی کو اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بدولت نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اسے ایک بڑی فعال اور متحرک جماعت کے طور پر ابھارا۔ (اسکے بانی ذوالفقار علی بھٹو جو ایک بڑی سیاسی قد آور شخصیت اور بے نظیر بھٹو کے والد تھے ان کو پھانسی دینے کے بعد بھٹو کی ذات ایک طلسماتی شخصیت میں بدل گئی اور پینلز پارٹی پہلے سے بھی زیادہ مضبوط جماعت بن گئی) اور اس کے درکروں اور ہمدردوں کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اس کی مرکزی لیڈر کو ملک کے ان مخدوش حالات میں قتل کرنا ایک بہت بڑی گہری بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اس حادثے کے فوراً بعد حکومت کے پورے بدلے لےنے متضاد بیانات اور اقدامات نے ٹھوک و شبہات سے اُٹی فضا کو اور بھی آلودہ کر دیا ہے۔ پوری پاکستانی قوم کو حکومتی اعلانات اور اقدامات پر اطمینان نہیں۔ کیونکہ بد قسمتی سے مشرف حکومت کے ماضی کی تمام پالیسیاں اور ظالمانہ اقدامات نے کہیں بھی نیک نیتی اور عدل و انصاف پر مبنی حقائق کو سامنے آنے نہیں دیا۔ اسی باعث پاکستان پینلز پارٹی کی قیادت ایک تسلسل کے ساتھ اس قتل کا الزام پاکستان مسلم لیگ (ق) اور بعض اہم حکومتی ذمہ داروں پر فائر شخصیات پر لگا رہی ہے۔ لیکن حکومت ان الزامات کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں لے رہی اور حسب سابق اس کا ملبہ بھی طالبان اور مذہبی انتہا پسندوں کے کھاتے میں ڈالا جا رہا ہے۔ دوسرے معنوں میں حکومت ارادی یا غیر ارادی طور پر لبرل اور مذہبی جماعتوں کے درمیان براہ راست ٹکراؤ کی فضاء قائم کرنے میں مصروف عمل ہے اور اس حادثہ کے فوراً بعد خانہ جنگی کے لئے زمین بھی ہموار ہوتی نظر آ رہی ہے۔ اس کا ایک بھیاں تک منظر پوری دنیا ۲۷ دسمبر کے المناک حادثہ کے فوراً بعد خونخواری واقعات اور قتل عام اور فسادات کی صورت میں دیکھ چکی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم تھا اس دھرتی پر کہ جلد ہی یہ آگ فوری طور پر بجھ گئی اور اس موقع پر پاکستان پینلز پارٹی کی قیادت نے بھی حالات کی نزاکت اور احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شری پسندوں سے لاپتہ کا اعلان کر دیا اور پاکستان اور وفاق کے خلاف اس بڑی سازش کو انہوں نے سختی کے ساتھ مسترد کر دیا۔ ورنہ سندھ میں لگائی گئی آگ کے نتیجے میں پاکستان ایک بار پھر سانحہ بنگلہ دیش جیسے حادثہ کا شکار ہو سکتا تھا اور خدا نخواستہ ہر گلی اور ہر محلہ

میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکر اور دینی و سیاسی جماعتوں کے پُر امن کارکن اور مدارس اسلامیہ کے لاکھوں طلباء کرام کے درمیان اس سازش کے نتیجے میں آگ و خون اور خانہ جنگی کی فضاء تیار ہو سکتی تھی۔ لیکن تائید ایزدی کے باعث ہر قسم کی حکومتی اور بین الاقوامی سازشیں ناکام ثابت ہو گئیں۔ جمیع علماء اسلام کے سربراہ منیر مولانا مسیح الحق نے اس تاثر کو زائل کرانے کیلئے کراچی اور سندھ کے ساتھ ستر علماء اور پارٹی رہنماؤں کا ایک بڑا وفد لیکر مورخہ ۰۳ جنوری کو کراچی سے بے نظیر بھٹو کے گاؤں نوڈر لاؤکانہ گئے مرحومہ کے شوہر جناب آصف علی زرداری اور خاندان کے دیگر افراد سے تعزیت کی اور وہاں موجود میڈیا کے ذریعہ سندھ کے لوگوں کو یقینی قائم رکھنے اور علیحدگی پسند عناصر کی سازش کو ناکام بنانے کی اپیل کی اور کہا کہ دینی طبقے ہر نازک گھڑی میں سندھ کے ساتھ ہیں اور ملک کی وحدت و سالمیت اور یقینی قائم اور باقی رکھنے کیلئے کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اس موقع پر میڈیا کے سوالات کے جواب میں اس حادثہ کی برطانوی سکاٹ لینڈ یارڈ یا اقوام متحدہ سمیت کسی بھی مغربی ایجنسی سے کرانے کی مخالفت کی اور کہا کہ مغربی ممالک اپنی تحقیقات سے اس حادثہ کا الزام دینی حلقوں اور القاعدہ اور طالبان کے سرموظ ہیں گے تاکہ دہشت گردی کے نام پر اپنی جاری جنگ کے لئے مزید جواز فراہم کر سکیں اور پیپلز پارٹی کو دین سے وابستہ افراد کے خلاف بھڑکا سکیں۔ مولانا مدظلہ کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا اور چند دن بعد امریکی ایجنسی سی آئی اے کے سربراہ نے کسی ثبوت اور تفتیش کے بغیر ہی اسکا الزام بیت اللہ محسود اور مذکورہ قوتوں پر عائد کر دیا۔ مولانا مدظلہ کے اس بروقت دورہ پر ملک بھر میں بڑے خوشگوار تاثرات کا اظہار کیا گیا۔ (اسی دن واپسی میں مولانا مدظلہ نے وفد کیساتھ سندھ کے معروف روحانی اور جہادی بزرگ اور علماء دیوبند کے قافلہ سالار مولانا تاج محمود امرودیؒ کے مزار پر امرت شریف میں فاتحہ خوانی بھی کی۔ خانقاہ کے سجادہ نشینوں سے تبادلہ خیال کیا اور سکھر پہنچ کر جامعہ اشرفیہ میں میڈیا کے کثیر مجمع سے خطاب بھی کیا۔)

محترمہ بینظیر بھٹو کے قتل کی ضرورت تحقیقات ہونی چاہئیں۔ محترمہ کے پسماندگان اور اس کی پارٹی کے نامزد مجرموں کے خلاف نہ کہ تحقیقات سے قبل ہی کسی ایک شخص یا طالبان کے سر پر اس اندھے قتل کا الزام لگایا جائے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ طالبان کو اقتدار و اختیار سے دور ایک سیاسی لیڈر سے کیا خطرات لاحق ہو سکتے تھے؟ پاکستان پیپلز پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے اور طالبان کا پاکستانی سیاست سے کوئی سروکار و دوچہلی نہیں۔ وہ کیونکر مشرف حکومت اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کی ایک مضبوط سیاسی حریف اور چیلنج کوراستے سے ہٹاتے؟ اسی طرح حکومت برطانوی تحقیقاتی ادارے سکاٹ لینڈ یارڈ کے ذریعہ تحقیقات کر رہی ہے۔ جو پیپلز پارٹی سمیت کسی کو بھی قابل قبول نہیں۔ لیکن پھر بھی حکومت اس بات پر اہستہ ہے کہ تحقیقات انہی کی حرف آخر سمجھی جائیں گی۔ تو یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مغرب جو پہلے ہی اسلام اور مذہبی جماعتوں سے دبدو و جنگ میں مصروف ہے اس قتل کا الزام طالبان وغیرہ پر کیوں نہ لگائے گا؟ اس میں تو سراسر فائدہ مغربی قوتوں کو حاصل ہوگا۔ دراصل اس قتل سے پاکستان کی سالمیت اور اس کی وحدت کو کمزور کیا گیا

ہے۔ تاکہ پاکستان کے عوام بھی اٹھ کر مذہبی جماعتوں اور طالبان وغیرہ کے خلاف صف بستہ ہو سکیں لیکن الحمد للہ یہ سازش تادم تحریر ناکام ہو گئی ہے۔ ہم اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت سے تعزیت کرتے ہیں اور ان سے مزید ہوش مندی و بالغ نظری اور سیاسی شعور کی توقع رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل میں بھی اس سازش کا شکار نہ ہوں گے۔ اس موقع پر ہماری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان ہزاروں بے گناہ شہریوں کے نقصان کا فوری طور پر ازالہ کیا جائے، جن کا کروڑوں، اربوں روپوں کا نقصان ان فسادات کے دوران ہوا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امن و امان قائم کرنے میں حکومت سندھ اور اس کے تمام سیکورٹی فراہم کرنے والے ادارے اس موقع پر ناکام ثابت ہوئے اور تمام متعلقہ ادارے ان جرائم میں برابر کے شریک ہیں۔ ان کے خلاف بھی موثر کارروائی کرنی چاہیے اور بے نظیر بھٹو کے قاتلوں کو سامنے لانا چاہیے تب ہی اس حکومت کی غیر جانبداری ثابت ہوگی ورنہ زبان طلق بھی کہے گی۔

ع جو چہ رہے گی زبان مخبر لہو پکارے گا آستیں

جمعیت علماء اسلام کا الیکشن سے بائیکاٹ کی وجوہات

جمعیت علماء اسلام (س) نے موجودہ الیکشن میں حصہ لینے کی خاطر ۲۶ قومی اسمبلی اور تقریباً چالیس صوبائی اسمبلیوں پر کاغذات نامزدگی داخل کرائے تھے اس دوران مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کاغذات واپس لینے کے آخری دن تک اسی سوچ بچار میں رہی کہ حصہ لیا جائے یا الیکشن کا بائیکاٹ۔ بالاخر اتفاق رائے سے آخری دن سے ایک دن قبل ۱۳ دسمبر کو بائیکاٹ کا حتمی فیصلہ کیا، قائد جمعیت نے اس وقت پریس کانفرنس کو جو بیان دیا وہ یہاں شامل کیا جا رہا ہے جبکہ وہ سارے اندیشے بعد میں ایک ایک کر کے صحیح ثابت ہوتے جا رہے ہیں۔ بیان کا متن حسب ذیل ہے:

انتخابات سے بائیکاٹ کا اعلان قائد جمعیت مولانا مسیح الحق صاحب کی پریس کانفرنس کا متن:

جمعیت علماء اسلام کی مجلس عاملہ اور پارلیمانی بورڈ کا اہم اجلاس اسلام آباد میں جمعیت کے سربراہ حضرت مولانا مسیح الحق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں چاروں صوبوں سے ذمہ داران کے علاوہ مرکزی پارلیمانی بورڈ کے ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس دو دن جاری رہا۔ اجلاس میں حالیہ قومی انتخابات کی صورت حال پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اور جمعیت کے سربراہ مولانا مسیح الحق نے شرکاء اجلاس کو مسلسل تبدیل ہوتی ہوئی صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ جمعیت علماء اسلام نے انتخابی میدان میں اترنے والی جماعتوں کے سیاسی نظریات، پرویز مشرف حکومت کی حکمت عملی اور ملکی سیاست میں بیرونی قوتوں بطور خاص امریکہ کی بڑھتی ہوئی مداخلت کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ اجلاس کے شرکاء نے بڑی شدت سے محسوس کیا کہ ایک جانبدار الیکشن کمیشن، ملک میں نافذ ایمر جنسی اور ۳ نومبر کو عدلیہ کی برطرفی اور اس پر پابندی ضلعی